سلسلة مطوية بالأردو (165)

انانیت اور خود غرضی

(الأنانية وحب الذات)

إعداد

ندیم اختر سلفی

داعية هندي

بجمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات

بحوطة سدير

جمعية الدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في حوطة سدير

تحت إشراف وزارة الشؤون الإسلامية والدعوة والإرشاد

اپنے مفاد کو دوسروں کے مفاد پر ترجیح دینے کو انانیت اور خود غرضی کہتے ہیں، وہ انسان بہت ہی خود غرض ہے جو صرف اپنا فائدہ سونچتا ہے، پہلے "میں" کی فکر کرتا ہے بعد میں چاہے دوسرے پر طوفان ہی کیوں نہ آجائے۔

انسانی سماج میں رہنے والا انسان چاہے وہ کسی بھی دھرم کا ماننے والا ہو خود پرستی اور اپنی ذات کی محبت سے بالا تر ہوکر سماجی زندگی گزارنے کا اس کے اندر حوصلہ ہونا چاہئے جہاں ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ، ایک دوسرے کے لئے نرم گوشہ رکھنے کی صلاحیت اور عدل ومساوات کے ترازو کو تھامے رہنے کی قوت اس انسان میں پائی جاتی ہو، خالقِ کائنات نے ہمیں اس لئے نہیں پیدا کیا کہ ہم اپنی ذات میں ہی مگن رہیں اور دوسروں کی کوئی فکر نہ ہو، ہم صرف اپنے لئے جئیں اور دوسروں سے کوئی مطلب نہ ہو، ہمارا مقصد صرف اپنا فائدہ ہو چاہے دوسروں کا نقصان کیوں نہ ہوجائے، یہ تو انانیت اور خود غرضی کی بُری صفت ہے جو لوگوں کے بیچ نفرت اور دشمنی کی بیج بونے کا کام کرتی ہے، یہ ایسا سلوک ہے جس میں انسان یہ تصوّر کرتا ہو کہ پوری کائنات میں وہ صرف اکیلا ہے اور کائنات کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے دوسروں کا اس پر کوئی حق نہیں۔

جس سماج کے افراد میں اس طرح کی سوچ ہو وہ سماج یقیناً دینی اور اخلاقی پستی کی طرف جارہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شریعت نے بہت پہلے ہی اس کی جڑوں کو کاٹ دیا اور اس کی دیوار کو منہدم کرتے ہوئے اسے مومنانہ کردار کے مخالف قرار دیا اور فرمایا: (لَا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ،حتَّى يُحِبَّ لأخِيهِ ما يُحِبُّ لِنَفْسِهِ) (بخاری ح:13،مسلم ح:45 بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ) (ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے)، حدیث میں ایمان کی نہیں بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے کہ جو شخص صرف اپنی ذات سے محبت کو رَوا رکھے دوسروں کی فکر کئے بغیر اس کے اندر مومنانہ وصف کہاں سے پیدا ہوگا، وہ سماج میں اسلامی اخوت اور بھائی چارگی کی روح کیسے پھونگے گا جو اللہ تعالیٰ کا منشا ہے۔

اور صحیح مسلم (ح:1844) میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فَمَن أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهو يُؤْمِنُ باللَّهِ وَالْيَومِ الآخِرِ،ولْيأتِ إلى النَّاسِ الَّذي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إلَيْهِ)

(ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ جہنم سے دور کردیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے، تو اسے چاہئے کہ اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور لوگوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کریں)۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر انانیت پسندوں کا تذکرہ ان کے بُرے انجام کے ساتھ آپ کو ملے گا تاکہ ان کی مشابہت اور پیروی سے بچا جائے۔

چنانچہ سورہ ص آیت نمبر (76) میں انانیت کے موجد اور سرخیل ابلیس لعین کا یہ مقولہ: (أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ) (ترجمہ: کہ میں اس سے یعنی آدم سے بہتر ہوں)، سورۃ النازعات آیت نمبر (24) میں انانیت اور غرور میں اپنے آپ کو رب کہنے والا فرعون کا یہ کہنا: (أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى) (ترجمہ: تم سب کا رب میں ہی ہوں)، سورۃ القصص آیت نمبر (78) میں اللہ کے فضل کا منکر قارون کا تذکرہ جس میں وہ کہتا ہے کہ :(إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي) (ترجمہ:یہ سب کچھ مجھے میری اپنی سمجھ کی بنا پر ہی دیا گیا ہے)، سورۃ البقرہ آیت نمبر (258) میں اپنے آپ کو الٰہ کے مقام پر رکھتے ہوئے موت وحیات پر کنٹرول کا دعویٰ رکھنے والا سرکش نمرود کا یہ قول: (أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ)

(ترجمہ: میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں)، سورۃ الکہف آیت نمبر (34) میں دو باغ کے مالک ایک ظالم شخص کا یہ جملہ: (أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا) (ترجمہ: میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں اور جتھے (یعنی اولاد اور نوکر چاکر) کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط ہوں)۔

ہمیں اس بُری عادت سے دور رہتے ہوئے ایسے لوگوں کی صحبت سے بھی دور رہنا ہے جو اس قبیح عادت سے پہچانے جاتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی پر بیعت کرتے، ان کے دلوں میں ایثار اور دوسروں کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کرتے، انانیت اور خود غرضی سے بچنے کی انہیں تلقین کرتے۔

انصارِ مدینہ نے اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دینے اور غیر کے لئے اپنے دلوں میں خیر کی محبت کی جو مثال پیش کی ہے وہ تاریخ انسانی میں ایک انوکھی مثال ہے، اپنا گھر بار اور اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر مکہ سے آنے والے مہاجر مسلمانوں کا جس ایثار کے ساتھ انصار مدینہ نے استقبال کیا وہ گواہی کے طور پر قرآن کے صفحات پر رقم کردیا گیا، انصارِ مدینہ نے ہر چیز میں اپنے مہاجر مسلمان بھائیوں کو اپنے نفس پر ترجیح دیا، ان کے لئے اپنے گھر اور اموال میں انہیں حصّہ دار بنادیا، بہتر جیران کا ایسا کردار ادا کیا کہ تاریخِ ایثار وقربانی میں انہیں سب سے پہلے یاد رکھا جائے گا، حتی کہ ان کی تعریف قیامت تک پڑھی جانے والی آیت کو نازل کردیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: (وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) (سورۃ حشر:9) (ترجمہ: اور جنہوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو، اور جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیاوہی کامیاب ہے)۔

محبت اور قربانی کی اس سے بہتر مثال کہاں مل سکتی ہے جو انصارِ مدینہ میں تھی اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے۔

بھلائی اور خیر کو انسان اپنی ذات تک سمٹ کر نہ رکھے بلکہ اس خیر سے اپنے بھائیوں کو بھی فائدہ پہنچائے، کہیں پر کسی خیر کا علم ہو تو اپنے بھائیوں تک اس کی خبر پہنچائے، نبی کی سیرت سے نہ جانے کتنی مثالیں ملیں گی جن میں آپ کسی صحابی سے کہہ رہے ہو کہ " اللہ کی قسم مجھے تم سے محبت ہے" اور پھر اسے بہترین نصیحت سے نواز رہے ہوں۔

انسان کی انسانیت یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاق واقوال میں عطائی کردار کو اپنائے، ہر ایک کے لئے خیر کو چاہے۔

امام حاکم نے اپنی کتاب (المستدرک ح: 3841) میں بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ صحابہ میں سے کسی کو بکری کا سر ہدیہ میں بھیجا گیا تو اس نے کہا کہ میرا فلاں بھائی اور اس کے بچے اس کے زیادہ محتاج ہیں اور پھر اس کے پاس بھیج دیا، بکری کا سر جس جس کے پاس گیا سب نے یہی کہا کہ فلاں مجھ سے زیادہ محتاج ہے، یہاں تک کہ سات گھروں سے گھوم کر وہ پھر پہلے شخص کے پاس پہنچ گیا، اسی بات پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ)(سورة الحشر:9) (ترجمہ: اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو)۔

انانیت اور خود غرضی سے دور رہ کر اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینے کا ایک اور واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا، لیکن آپ کے گھر میں کچھ بھی نہ تھا، چنانچہ ابو طلحہ نامی ایک انصاری صحابی اس مہمان کو اپنے گھر لے گئے، گھر جاکر بیوی کو بتلایا تو بیوی نے کہا کہ گھر میں تو صرف بچوں کی خوراک ہے، انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ بچوں کو آج بھوکا سلادیں، اور ہم خود بھی ایسے ہی کچھ کھائے بغیر سوجائیں گے

البتہ مہمان کو کھلاتے وقت چراغ کو بجھا دینا تاکہ ہمارے بارے میں علم نہ ہو کہ ہم اس کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، صبح وہ صحابی جب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: (وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (سورة الحشر:9) (ترجمہ:اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو)۔(دیکھئے: صحیح بخاری تفسیر سورہ حشر)۔

انا پرست اور خود غرض آج کے دور میں آپ کو راستوں میں ، آفسوں میں ہر جگہ مل جائیں گے، بلکہ مساجد میں بھی ایسے لوگ آپ کو مل جائیں گے، اگر اللہ نے کسی کو مال و اولاد اور منصب وشہرت سے نوازا ہے تو ایسے کئی آپ کو مل جائیں گے جو نہیں چاہتے کہ یہ ساری نعمت دوسروں کے پاس بھی آئے، ان کے جی میں کہیں نہ کہیں یہ بات رہتی ہے کہ صرف وہی مالدار رہیں اور دوسرے فقیر، سماجی اور سیاسی اثرو رسوخ صرف انہیں کے پاس رہے دوسرے اس سے محروم رہیں، ایسے لوگ محتاجوں کی مدد کرنے سے بہت بھاگتے ہیں، انہیں یہ بات بھی ناپسند ہوتی ہے کہ کوئی ان سے زیادہ مالدار رہے یا کوئی دوسرے کی مدد کرے۔

انانیت اور خود غرضی کبھی کبھی انسان کو قتل جیسے جرم پر بھی آمادہ کردیتی ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل کے ساتھ ہوا۔

اسلام کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ اسی انداز میں پیش آئیں جس انداز کی آپ دوسروں سے توقع رکھتے ہیں، اسلام میں انانیت اور خود غرضی کے لئے کوئی جگہ نہیں، یہ دین تو ایثار وقربانی پر یقین رکھتا ہے، ایک دوسرے کی مدد پر ابھارتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اسی کی ترغیب بھی دیتا ہے، ہمارے اسلاف کی زندگی میں ایثار وقربانی کی آپ کو بہت ساری مثالیں مل جائیں گی، ضرورت ہے اپنے دین کو سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی۔